فکر و نظر ـــــ اسلام آباد جلد: ۳۸ شمارہ: ۱

عین الاصابة فیما استدرکتهُ السّیدة عائشة رضؓ علی الصحابة رضؓ

ڈاکٹر اُمِ سلمیٰ گیلانی ☆

مذکورہ بالا رسالہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مرویات اور آپ کے تبحّرعلمی کے سلسلے میں نادر اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بصیرت و فراست، عقل، سرعتِ فہم، قوتِ حافظہ نیز اجتہادِ فکر کی غیر معمولی صلاحیتوں کا عکاس ہے۔

حضرت علامہ محمد بن عبداللہ بن بہادر بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ)(۱) نے "کتاب الاجابة لایراد ما استدرکته عائشة علی الصحابة" کے عنوان سے ۷۹۰ھ/۱۳۹۱ء میں تحریر فرمائی،(۲) پھر اس کی تلخیص حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)(۳) نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت کی۔(۴) اس اختصار میں حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے پچیس احادیث پر مشتمل صرف ان مرویات کو بیان کیا ہے جن کی تصحیح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمائی۔ صحابہ کرام کے کلام میں جہاں وہم پیدا ہوا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کا استدراک کیا ہے۔ ان احادیث کو مختلف ابواب مثلاً باب الطہارۃ، باب الصلوٰۃ، باب الجنائز، باب الصوم، باب الحج، باب البیوع، باب العتق والمکاتبۃ، باب النکاح، باب الجامع کے ضمن میں بیان کیا۔

درحقیقت دینی معاملات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فضل و کمال صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے نزدیک مسلّم تھا۔ صحابہ کرامؓ اپنے باہمی اختلافات کی صورت میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور آپ کا فیصلہ "فتویٰ" کی حیثیت رکھتا تھا۔(۵) اسلامی قوانین کے ماہرین نے ان فتاویٰ سے انسانی زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شرعی احکامات

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، جناح کالج پشاور یونیورسٹی، پشاور۔

کا استنباط کیا ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سے اپنی زندگی کے آخری ایام تک اس فرض کو انجام دیتی رہیں۔ حدیث بیان کرتے وقت اس کے سیاق و سباق اور احکام کے اسرار و مصالح کو اس طرح واضح فرماتیں کہ مسئلہ اور معاملہ بغیر کسی شک و شبہ کے حل ہو جاتا۔

روی لها عن النبی ﷺ ألفا حدیث ومائتا حدیث و عشرة أحادیث. اتفق البخاری و مسلم منها علی مائة و أربعة و سبعین حدیثا و انفرد البخاری بأربعة و خمسین و مسلم بثمانیة و ستین.

آپ سے نبی اکرم ﷺ کی روایت کردہ احادیث ۲۲۱۰ ہیں، جن میں سے ۱۷۴ احادیث متفق علیہ ہیں۔ علیحدہ طور پر امام بخاریؒ نے صرف ۵۴ جبکہ امام مسلم نے ۶۸ احادیث بیان کی ہیں۔[۶]

یہ احادیث اس قدر اہم اور ہمہ پہلو ہیں کہ ان سے اخذ کردہ مسائل اور احکام کا الگ مجموعہ مرتب کیا جائے تو وہ اسلامی قوانین کا ایک اچھا مجموعہ ہوگا۔ اس رسالے کی ترتیب کچھ یوں ہے :۔

باب اوّل ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ الحاکم نے عطاءؒ [۷] سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فقہاء میں بہترین فقیہہ، علماء میں بہترین عالمہ اور عام لوگوں میں صاحبِ بصیرت تھیں۔[۸]

الحاکم نے الزہریؒ سے روایت کی کہ بنی نوع انسان کے علوم اور ازواجِ مطہرات کے علم کو دیکھا جائے تو از روئے علم حضرت عائشہ صدیقہؓ ان سب پر فوقیت رکھتی ہیں۔[۹]

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ فصاحت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں پایا گیا۔[۱۰]

الحاکم نے احنف[۱۱] سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور دیگر خطباء کے خطبات سنے اور آج تک

فکر و نظر --- اسلام آباد جلد: ۳۸ شمارہ: ۱

عین الاصابة فیما استدرکتهُ السّیدة عائشة رضہ علی الصحابة رضہ

ڈاکٹر اُم سلمیٰ گیلانی ☆

مذکورہ بالا رسالہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مرویات اور آپ کے تبحّر علمی کے سلسلے میں نادر اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بصیرت و فراست، عقل، سرعتِ فہم، قوتِ حافظہ نیز اجتہادِ فکر کی غیر معمولی صلاحیتوں کا عکاس ہے۔

حضرت علامہ محمد بن عبداللہ بن بہادر بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ)(۱) نے "کتاب الاجابة لایراد ما استدرکته عائشة علی الصحابة" کے عنوان سے ۷۹۰ھ/۱۳۹۱ء میں تحریر فرمائی، (۲) پھر اس کی تلخیص حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)(۳) نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت کی۔(۴) اس اختصار میں حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے پچیس احادیث پر مشتمل صرف ان مرویات کو بیان کیا ہے جن کی تصحیح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمائی۔ صحابہ کرام کے کلام میں جہاں وہم پیدا ہوا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کا استدراک کیا ہے۔ ان احادیث کو مختلف ابواب مثلاً باب الطهارة، باب الصلوٰة، باب الجنائز، باب الصوم، باب الحج، باب البیوع، باب العتق والمکاتبة، باب النکاح، باب الجامع کے ضمن میں بیان کیا۔

درحقیقت دینی معاملات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فضل و کمال صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے نزدیک مسلّم تھا۔ صحابہ کرامؓ اپنے باہمی اختلافات کی صورت میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور آپ کا فیصلہ "فتویٰ" کی حیثیت رکھتا تھا۔(۵) اسلامی قوانین کے ماہرین نے ان فتاویٰ سے انسانی زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شرعی احکامات

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، جناح کالج پشاور یونیورسٹی، پشاور۔

کا استنباط کیا ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سے اپنی زندگی کے آخری ایام تک اس فرض کو انجام دیتی رہیں۔ حدیث بیان کرتے وقت اس کے سیاق و سباق اور احکام کے اسرار و مصالح کو اس طرح واضح فرماتیں کہ مسئلہ اور معاملہ بغیر کسی شک و شبہ کے حل ہو جاتا۔

> روی لها عن النبی ﷺ ألفا حدیث ومائتا حدیث و عشرة أحادیث. اتفق البخاری و مسلم منها علی مائة و أربعة و سبعین حدیثا و انفرد البخاری بأربعة و خمسین و مسلم بثمانیة و ستین.
>
> آپ سے نبی اکرم ﷺ کی روایت کردہ احادیث ۲۲۱۰ ہیں، جن میں سے ۱۷۴ احادیث متفق علیہ ہیں۔ علیحدہ طور پر امام بخاریؒ نے صرف ۵۴ جبکہ امام مسلم نے ۶۸ احادیث بیان کی ہیں۔[۶]

یہ احادیث اس قدر اہم اور ہمہ پہلو ہیں کہ ان سے اخذ کردہ مسائل اور احکام کا الگ مجموعہ مرتب کیا جائے تو وہ اسلامی قوانین کا ایک اچھا مجموعہ ہوگا۔ اس رسالے کی ترتیب کچھ یوں ہے :۔

باب اوّل ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ الحاکم نے عطاءؒ[۷] سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فقہاء میں بہترین فقیہہ، علماء میں بہترین عالمہ اور عام لوگوں میں صاحبِ بصیرت تھیں۔[۸]

الحاکم نے الزہریؒ سے روایت کی کہ بنی نوع انسان کے علوم اور ازواجِ مطہرات کے علم کو دیکھا جائے تو از روئے علم حضرت عائشہ صدیقہؓ ان سب پر فوقیت رکھتی ہیں۔[۹]

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ فصاحت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں پایا گیا۔[۱۰]

الحاکم نے احنف[۱۱] سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور دیگر خطباء کے خطبات سنے اور آج تک

سنتا چلا آیا ہوں۔ نیز بڑے بڑے اکابرین کی تقاریر ان کی زبانی سنیں مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ ان میں سب سے زیادہ بہترین بیان کرنے والی تھیں۔(۱۲)

'باب الطہارت' میں مسلم و نسائی نے عبید بن عمیر(۱۳) سے روایت کی ہے کہ جب عائشہ صدیقہؓ کو ابن عمرو(۱۴) کی یہ بات پہنچی کہ انہوں نے عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ ناپاکی کی حالت میں عورت کو غسل کرتے وقت چوٹی کھول کر بال بھگونے چاہئیں تو عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ " ابن عمرو عورتوں کو یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ اپنے سر منڈوا دیں۔ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ غسل کیا کرتی تھی اور صرف تین دفعہ پانی ڈال لیتی تھی اور ایک بال بھی نہیں کھولتی تھی"۔(۱۵)

ابوالقاسم بن محمد نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کو ابو ہریرہؓ کی یہ روایت پہنچی کہ "اگر نماز کی حالت میں نمازی کے سامنے سے عورت، کتا یا گدھا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے"۔ آپؓ نے فرمایا " اے ابو ہریرہؓ تم نے کتنا برا کیا کہ ہم عورتوں کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا، کیا عورت بھی ایک ناپاک جانور ہے؟ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پاؤں پھیلائے سوتی رہتی کیونکہ حجرے میں جگہ نہ ہوتی آپ ﷺ نماز میں مصروف ہوتے، سجدے میں جاتے تو میں پاؤں سکیڑ لیتی"۔(۱۶)

مکحول سے مسند طیالسی(۱۷) میں روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ " شگون تین چیزوں گھر، عورت اور گھوڑے سے ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ ابوہریرہؓ کو یاد نہیں رہا کیونکہ جس وقت وہ آئے تو حضور ﷺ فرما رہے تھے۔ "اللہ تبارک و تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے جو کہتے ہیں کہ شگون تین چیزوں گھر، عورت اور گھوڑے سے ہے"۔ درحقیقت انہوں نے حدیث کا آخری ٹکڑا سنا اور پہلا نہیں۔

ابو حسان الاعرج سے احمد کی روایت ہے(۱۸) کہ دو آدمی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شگون عورت، چوپائے اور گھر سے لیا جاتا ہے۔ پس حضرت عائشہؓ نے فرمایا "قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے

ابوالقاسم پر قرآن نازل کیا اس طرح نہیں ہے، جیسے بیان کیا گیا ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے، شگون، عورت، جانور اور گھر سے ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی۔

مَا اَصَابَ مِن مُصِیبَۃ فی الارضِ وَلَا فِی اَنفسِکُم اِلّا فِی کِتَابِ مِنَ قَبلِ اَن نَبرا ھا۔

کوئی مصیبت زمین پر نہیں آتی اور نہ تمہاری ذات پر، مگر وہ اس کتاب میں لکھی ہوتی ہے اس سے قبل کہ ہم اس (دنیا میں) پیدا کریں۔[19]

ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں[20] کہ ایک عورت نے بلی باندھ لی۔ اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا اور وہ بھوک پیاس سے مر گئی، جب ابوہریرہؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کیا تم ہی ہو جو ایک بلی کے بدلے عورت کے عذاب کی روایت بیان کرتے ہو۔؟ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے اسی طرح سنا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی نظر میں ایک مومن کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ ایک بلی کی وجہ سے اسے عذاب میں مبتلا کرے وہ عورت سوائے اس گناہ کے کافرہ بھی تھی۔ " اے ابوہریرہؓ ! جب بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کرو تو دیکھ لیا کرو کہ کیا کہتے ہو"۔[21]

حضرت ابن عمرؓ ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ " مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے جب یہ روایت بیان کی گئی تو انہوں نے اس کی صحت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا " حضور اکرم ﷺ نے کبھی ایسا نہیں فرمایا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن آپ ایک یہودیہ کے جنازے کے پاس سے گزرے، اس کے رشتہ دار اس پر رو پیٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ روتے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے۔ رونا عذاب کا سبب نہیں بلکہ دونوں واقعات الگ الگ ہیں۔ یہ اس کی موت پر روتے ہیں اور مرنے والا اپنے گزشتہ اعمال کی سزا میں مبتلا ہے۔ کیونکہ رونا دوسروں کا فعل ہے جس کا عذاب رونے والے خود اٹھائیں گے

مردہ اس کا ذمہ دار کیوں ہو؟ ہر شخص اپنے فعل کا جوابدہ ہے"۔(۲۲) تم میں سے کوئی بھی شخص ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔(۲۳)

ابو منصور بغدادی نے محمد بن عمرو سے روایت کی کہ محمد بن عمرو بن یحییٰ بن عبدالرحمان بن حاطب ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جو مردے کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو مردے کو اٹھائے وہ وضو کرے۔(۲۴) جب یہ بات حضرت عائشہؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ کیا مسلمانوں کے مردے پلید ہوتے ہیں؟ اگر کوئی خوشبو اٹھائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟۔(۲۵)

ابو عطیہؓ سے روایت ہے کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے اور مسروق نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے۔ اور جو اس کی ملاقات ناپسند کرتا ہے تو اللہ جل جلالہ بھی اسے ملنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے کہ اس نے تمہیں حدیث کا اوّل حصہ بیان فرمایا اور تم نے بھی اس سے آخری ٹکڑا نہیں پوچھا۔ پوری حدیث کچھ یوں ہے کہ جب اللہ اپنے بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے اور اسے سیدھی راہ بتاتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ کہنے لگتے ہیں کہ فلاں آدمی بھلائی پر مرا اور جب مرنے کا وقت واقع ہوتا ہے تو وہ اس کا ثواب جنت سے دیکھتا ہے اور اس کی روح نکل جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال قبل شیطان مقرر فرماتا ہے جو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں۔ فلاں آدمی برائی پر مرا۔ جس وقت مرتا ہے تو عذاب دیکھتا ہے۔ یہ وہ صورت ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملنا پسند نہیں کرتا تو اللہ جل شانہٗ بھی اس کے ملنے کو بھی پسند نہیں کرتا۔(۲۶)

الطبرانی نے المعجم الاوسط میں محمد بن عمرو سے تخریج کی کہ ابو سلمہؓ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا جس نے وتر نہ پڑھا اس کی نماز نہ ہوئی۔ جب یہ بات حضرت عائشہؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ " میں نے آنحضرتﷺ سے جو سنا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ قیامت کے دن جو اپنے ساتھ ایسی پانچ نمازیں لایا کہ ان کے وضو، اوقات، رکوع اور سجود کو پورا پورا ادا کیا ہو۔ یعنی ان کی محافظت کی ہو، کسی قسم کی کمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وعدہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہوگا اور جو ایسی نمازیں لایا جس میں کمی تھی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس کے لیے نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو رحم فرمائے اور اللہ چاہے تو عذاب دے"۔ (۲۷)

علامہ بیہقی نے سنن میں ابو نہیک سے روایت کی ہے (۲۸) کہ ابو درداءؓ نے خطبہ دیا اور کہا جس پر صبح ہوگئی اس کے لیے کوئی وتر نہیں۔ اس کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابو درداء کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ نبی اکرمﷺ اٹھتے تو وتر پڑھتے تھے۔ (۲۹)

باب الصوم میں احمد نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت بیان کی کہ ابن عمرؓ نبی اکرمﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ " مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے"۔ جب لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ذکر کیا تو کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ابا عبدالرحمٰن پر رحم کرے کیونکہ مہینہ کبھی کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے سعید بن عمرو سے تخریج کی کہ عبداللہ بن عمر نے انہیں بیان کیا کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ ہم ایک امی امت ہیں، نہ ہم لکھتے ہیں نہ حساب رکھتے ہیں، پھر تین مرتبہ اپنی دس انگلیوں سے اشارہ کیا اور تیسری بار میں انگوٹھے کو بند کر دیا کہ مہینہ ایسا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن کو معاف فرمائے۔ حضورﷺ جب ایک مہینے کے لیے الگ ہوئے (بوقت ایلا) تو انتیس دن کے بعد حجرے سے باہر تشریف لائے، میں نے آپﷺ سے عرض کیا کہ آپﷺ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی۔ تو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ (۳۰)

بیہقی نے سنن میں سالم سے روایت کی اور آپ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ کہتے سنا کہ جب تم نے رمی کی اور سر منڈایا تو تمہارے لیے بیویوں کے قریب جانے اور خوشبو لگانے کے سوا تمام امور حلال ہوگئے۔ سالم نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا "تمام امور سوائے عورتوں کے قریب جانے کے"۔ میں خود رسول اللہ ﷺ کو ان کے احرام کھولنے کے وقت خوشبو لگاتی تھی۔ سالم نے کہا کہ سنت نبوی ﷺ زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔(۳۱)

محمد بن المنتشر سے بخاری، مسلم اور نسائی نے تخریج کی کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے احرام کی حالت میں خوشبو لگانے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا اپنے جسم پر خوشبو چھڑکنے سے بہتر ہے کہ میں قطران(۳۲) کا لیپ کرلوں۔ میں نے اس مسئلے کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کیا تو فرمانے لگیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے، میں حضور ﷺ کو خود خوشبو لگاتی تھی، پھر وہ رات کو اپنی ازواج مطہرات کے پاس جاتے اور جب صبح ہوتی تو احرام باندھتے اور خوشبو چھڑکے ہوئے ہوتے۔(۳۳)

بخاری و مسلم نے عمرۃ بنت عبدالرحمان سے تخریج کی کہ زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا "قربانی بھیجنے والے پر وہ تمام امور حرام ہو جاتے ہیں جو ایک حاجی پر ہیں، حتیٰ کہ قربانی کر دی جائے۔ چونکہ ہمارا قربانی کا جانور بھیجا گیا ہے، لہذا یہ مسئلہ تحریر کر دیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: "عمرۃ نے جو کچھ کہا ویسا نہیں ہے، میں آنحضرت ﷺ کے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے کھولتی تھی۔ پھر جناب رسول مقبول ﷺ قربانی کے جانور اپنے دستِ مبارک سے باندھتے تھے اور پھر اس جانور کو میرے والد محترم کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ اس چیز کو کیوں حرام ٹھہراتا ہے، جو اللہ جل شانہٗ تیرے لیے حلال کی ہے۔ حتیٰ کہ تو قربانی کر دے۔(۳۴)

بیہقیؒ نے اپنی سنن میں امام زہریؒ سے تخریج کی۔ فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسئلہ مذکورہ میں لوگوں کی بند آنکھیں کھول دیں اور حضرت عائشہؓ نے سنت کو واضح کر

دیا۔ مجھے عمرۃ اور عروہ سے خبر ملی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی قربانی کے جانور کا پٹہ کھولتی تھی۔ پس وہ اپنی قربانی کے جانور باندھ کر بھیج دیتے تھے اور وہ اس وقت مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہوتے۔ پھر کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قربانی ادا کر دیتے جب لوگوں کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور ابن عباس کا فتویٰ چھوڑ دیا۔ (۳۵)

اس مختصر مگر جامع رسالے میں حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں آپ نے صحابہ کرامؓ کی مرویات کو درست کیا ہے، جو کسی وجہ سے پوری سن نہ سکے یا انہیں پوری یاد نہ رہیں، یا ان کو بیان کرنے میں کسی قسم کی کمی رہ گئی ہے۔

اس مفید رسالے میں احادیث کی درستی سے کئی فقہی مسائل کے سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مقدمہ البرہان فی علوم القرآن، علامہ بدرالدین زرکشیؒ، ج ۱ ص ۱۱ ۔الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، بیروت، لبنان، شذرات الذھب، عبدالحی بن العماد، ج ۶ ص ۳۳۵، المکتبۃ البخاری، بیروت لبنان۔ الدررالکامنہ ج ۳ ص ۳۹۷، کشف الظنون، ج ۱ ص ۲۴۸، النجوم الزاھرۃ، ج ۵، ص ۲۱۶۔ حسن المحاضرۃ ج ۱۱ ص ۱۸۵، ۱۸۶۔ تاریخ الادب العربی۔ ج ۲، ص ۱۰۸

۲۔ یہ رسالہ تحقیق و تعلیق سعید الافغانی ۱۹۸۵ء میں چھپ چکا ہے۔

۳۔ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطیؒ رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹ جمادی الاول ۹۱۱ھ کو وفات پائی۔ کشف الظنون ج ۱ ص ۱۹۲۶، شذرات الذھب ج ۸ ص ۵۱

۴۔ یہ رسالہ بھی تحقیق و تعلیق سیّد سلیمان ندوی ۱۳۶۶ء میں معارف اعظم گڑھ سے چھپ چکا ہے۔

۵۔ طبقاتِ ابن سعد جزو ۲ قسم ۲ ص ۲۶، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۳، ۴۳۶۔ اسد الغابہ ج ۶ ص ۱۲۔

٦۔ الا جابة لايرادما استدركته عائشہؓ علی الصحابہؓ ، تحقیق سعید الافغانی ص ٣٣، المکتب الاسلامی ١٩٨٥م

٧۔ تقریب التھذیب ص ٢٣٩۔ تہذیب التہذیب ج ٧، ص ١٩٩

٨۔ الاجابة ۔ص ٤٩، الاستیعاب، لابن عبدالبر ص ٣٥٨، ج ٤، المستدرک ج ١٤۔ ص ٤۔ مسند اسحاق بن راھویہ مع مسند عائشہ، الجزالثانی ص ٢٧

٩۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، ١٨٤/٢٣۔ الاستیعاب، لابن عبدالبر ص ٣٥٨/٤۔ سیر أعلام النبلاء ص ١٨٥/٢، الاجابة ص ٤٩

١٠۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، ١٨٢/٢٣۔ والحاکم فی المستدرک۔ ١١/٤، سیر أعلام النبلاء ١٩١/٢

١١۔ أحنف بن قیس بن معاویة بن حصین التمیمی السعدی ابو بحر، اسمه الضحاک و قیل صخر مخرم، تقریب التھذیب ص ٢٥

١٢۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ ١١/٤۔ سیر أعلام النبلاء ۔ ١٩١/٢

١٣۔ عبید بن عمیر بن قتادة اللیثی ابو عاصم المکی، ولد بعهد النبی ﷺ قاله مسلم و عده غیره فی کبار التابعین وکان قاص اهل مکة ثقة مات قبل ابن عمر۔ تقریب التھذیب ص ٢٢٩۔

١٤۔ قال الماوردی فی الحاوی " و یحتمل أن یکون ابن عمرو أمربذلك احتیاطاً لا واجباً و عائشة انما أنکرت وجوب الحل، الاجابة ص ١٠٠۔

١٥۔ نسائی، باب ترکِ المراۃ نقض صفر راسها عند اغتسالها من الجنابة۔ ص ٨٣، ج ١۔اردو ترجمہ مع عرلی وحید الزمان۔ صحیح مسلم، باب اضافة الماء، عین الاصابة ص ٤۔ الاجابة ص ١٠٠

١٦۔ صحیح بخاری ص ٤٧، کتاب الصلوة، سنن البیہقی ٢٧٢/٢۔ جامع الاصول۔ ٥٠٦۔ ٥٠٧/٥۔

١٧۔ مسند الطیالسی فی مسند عائشة ص ٩٩

١٨۔ مسند احمد ص ٣٤٦ ج ٦

١٩۔ سورة الحدید ٥٧، الایہ ٢٢

٢٠۔ رواہ ابو محمد قاسم بن ثابت السرقسطی فی کتاب غریب الحدیث۔ مسند الطیالسی فی مسند عائشہ ص ١٩٩، عین الاصابة ص ١٥

٢١۔ نسائی ص ٦٠٨۔ ٦٠٩/١

٢٢۔ صحیح بخاری ص ١٧١، کتاب الجنائز باب النیاحة علی المیت۔ نعمانی کتب خانہ، کابل، افغانستان، فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ١٥٢ ج ٣ دارالمعرفة بیروت، لبنان۔

٢٣۔ سورہ النجم الایہ ٣٨

۲۴۔ اس حدیث مبارکہ کا پہلا جزو ابو داؤد نے الجنائز باب فی الغسل المیت سے بیان کیا ہے۔ الترمذی ص ۹۹۳، الجنائز باب ما جاء فی غسل المیت۔ ابن الاثیر "جامع الاصل" میں بیان کرتے ہیں کہ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں میں کسی فقیہ کو نہیں جانتا کہ جس نے کسی میت کو غسل دینے کے بعد نہانا واجب ٹھہرایا ہو۔ اور نہ اٹھانے سے وضو کرنا۔ شاید کہ یہ امر استحبابی ہو۔ ممکن ہے کہ غسال پر اس پانی کی چھینٹیں پڑی ہوں اور بسا اوقات میت کے جسم پر نجاست ہوتی ہے۔ لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا۔ پس وہ سارے جسم کو غسل دیتا ہے تو بدن کی نجاست بھی پانی کے ساتھ آ جاتی ہے۔ اسی لیے ابن اثیر نے کہا کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا سنت ہے اور فقہاء نے بھی یہی کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے بھی فرمایا کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا پسند کرتا ہوں۔ ابن الصباغ نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث ثابت نہیں۔ کتاب الاجابۃ ص ۱۳۵، ۱۳۶ پر ہے کہ جان لو صحابہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ لیکن اس میں میت کے اٹھانے کے بعد وضو کا ذکر نہیں۔ ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ سے تخریج کی اور علامہ بیہقی نے حضرت حذیفہؓ سے تخریج کی۔

۲۵۔ مسلم ۲۶۸۳ فی الجنائز۔ النسائی۔ ۱۰/۴ فی الجنائز، الموطا ۱/۳۴ فی الجنائز۔ الترمذی۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۸

۲۶۔ روی ابو منصور البغدادی من جهة محمد بن عبيد الطنافسی قال حدثنا الأعمش عن خيثمة عن أبي عطية۔ سنن البیہقی۔ ۴۶۸، ۲/۴۶۹

۲۷۔ الاجابۃ ص ۱۱۰۔

۲۸۔ اخرجہ فی مسندہ۔ ۶/۱۴۳

۲۹۔ الاجابۃ۔ ص ۱۰۹

۳۰۔ المسند۔ ۲/۳۳

۳۱۔ سنن بیہقی۔ ۵/۱۳۵۔ الحج باب مایحل و یحرم بالتحصیل الاول من محظورات الاحرام

۳۲۔ قطران۔ تارکول یا سیاہ بدبودار تیل جو بیمار اونٹوں کو لگایا جاتا ہے۔ القطران کے معنی پگھلی ہوئی رال یا گندھک کے ہیں۔ المفردات، امام راغب اصفہانی ص ۸۵۸

۳۳۔ نسائی، کتابُ الغسل، باب اذا تطیب واغتسل و بقی اثر الطیب ص ۱۳۹، ۱۴۰۔

۳۴۔ صحیح بخاری کتاب الحج ص ۲۳۰

۳۵۔ سنن بیہقی، ۵/۲۳۴